باب سوم

(ب) سیرتِ طَیِّبہ/ اُسوۂ حَسَنہ

۱۔ بعثت نبوی ﷺ

مقاصد تدریس

اس سبق کا مطالعہ کر کے طلباء اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- ☆ بعثت نبوی ﷺ کا مفہوم جان سکیں گے۔
- ☆ جب حضور ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو آپ کی کیفیت بیان کر سکیں گے۔
- ☆ حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کو کیا تسلی دی کو بیان کر سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو نبوت عطا کرنے سے پہلے ہی تمام ظاہری و باطنی آلائشوں سے پاک رکھا تاکہ نبوت کے بعد کسی کو انگشت نمائی کا موقع نہ مل سکے۔ چونکہ آئندہ چل کر آنحضرت ﷺ کو ایک منصبِ جلیل ملنے والا تھا' اس لئے اللہ تعالیٰ نے ابتداء ہی سے آپ ﷺ کو فطرتِ سلیم عطا فرمائی تھی۔ چنانچہ بچپن ہی سے آپ ﷺ کا دامنِ اخلاق ہر قسم کی آلودگیوں سے پاک رہا اور آپ ﷺ نے رسومِ جاہلیت میں سے کسی میں حصہ نہیں لیا اور خود حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ۔ (موطا امام مالک)

ترجمہ: ''مجھے مکارمِ اخلاق (اچھے اخلاق) کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے''

اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی ذاتِ مقدس ﷺ میں تمام محاسن و مکارمِ اخلاق جمع تھے اور کیوں نہ ہوں جبکہ آپ کا معلّم حق تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے اخلاقِ کریمہ کے بارے میں آپؓ سے دریافت کیا تو آپؓ نے فرمایا ''کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْآنَ'' یعنی ''آپ ﷺ کا اخلاق قرآن تھا''۔ اس کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ جو کچھ قرآنِ کریم میں اخلاق وصفاتِ محمودہ مذکور ہیں آپ ﷺ ان سب سے متصف تھے۔

یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ طبعاً ان رسوم و عادات سے متنفر تھے' جو پیغمبرانہ وقار کے منافی ہو سکتی تھیں۔ آنحضرت ﷺ اپنے لڑکپن اور شباب میں قوم کو جس تاریکی میں ڈوبا ہوا دیکھ چکے تھے' اس پر آپ ﷺ کی طبیعت میں بے چینی سی رہتی اور آپ ﷺ حق کی تلاش و جستجو میں رہتے۔ دنیا اور دنیا کے تمام کام آپ ﷺ کو ہیچ نظر آتے تھے۔ لیکن مطلوبِ حقیقی کا پتہ اب تک نہ تھا۔ یہی وہ کیفیت ہے جسے قرآنِ حکیم میں ''وَوَجَدَکَ ضَآلًّا'' کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہاں ضَآلًّا سے مراد گم کردہ راہ نہیں بلکہ حق کا متلاشی ہے۔

حق کی روشنی (نزول وحی)

حق کی تلاش کے لئے آپ ﷺ کی طبیعت خلوت نشینی اور تنہائی کی طرف مائل ہونے لگی۔ آپ ﷺ اکثر مکہ سے باہر کوئی تین میل کے فاصلے پر پہاڑی سلسلہ فاران کے جبلِ نور کی ایک غار میں چلے جاتے' جس کا نام غارِ حرا تھا۔ یہ چار گز لمبی اور پونے دو گز چوڑی تھی۔ وہاں آپ ﷺ غور وفکر میں مصروف رہتے۔ جسے تَحَنُّث کہتے ہیں۔

عمر مبارک چالیس برس تھی، رمضان کا بابرکت مہینہ تھا اور آپ ﷺ غارِ حرا میں مشغولِ عبادت تھے کہ حضرت جبرائیلؑ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو اللہ کا پیغام سنایا

حضرت عائشہؓ اس پورے واقعہ کو ان لفظوں میں بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر منصب رسالت پر فائز ہونے سے پہلے سچے خوابوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ آپ ﷺ خواب میں جو دیکھتے وہ حقیقت ہو جاتا۔ آہستہ آہستہ آپ تنہائی پسند ہوگئے اور غارِ حرا میں عبادت کے لئے جانے لگے۔ کچھ روز وہیں قیام فرماتے پھر گھر آجاتے۔ حضرت خدیجہؓ چند روز کا کھانا بنا دیتیں اور آپ ﷺ اہلِ خانہ سے ملاقات فرما کر واپس تشریف لے جاتے۔ ایک روز عبادت کے دوران اللہ کا فرشتہ حضرت جبرائیلؑ اچانک نمودار ہوا اور آپ ﷺ سے کہا ''اقراء'' یعنی ''پڑھیے''۔ آنحضرت ﷺ نے جواب دیا ''ما انا بقاری'' ''میں پڑھنا نہیں جانتا''۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر فرشتے نے مجھے اپنی گرفت میں لے لیا اور مجھے زور سے بھینچا اور پھر چھوڑ کر دوبارہ کہا کہ ''پڑھیئے'' میں نے پھر وہی جواب دیا کہ ''میں پڑھنا نہیں جانتا'' فرشتے نے پھر وہی عمل دوہرایا اور پھر پڑھنے کے لئے کہا۔ میں نے تیسری مرتبہ بھی یہی جواب دیا کہ ''میں پڑھنا نہیں جانتا'' غرض تین مرتبہ یہی گفتگو رہی اور فرشتہ یہی عمل دوہراتا رہا۔ اس کے بعد فرشتہ نے سورۃ علق کی یہ آیات تلاوت کیں۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَo خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍo
اِقْرَاْ وَ رَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِo عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْo (سورۃ العلق۔۹۶:۱۔۵)

ترجمہ۔ ''اپنے اس پروردگار کے نام سے پڑھ جس نے پیدا کیا۔ اس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھ اور تیرا پروردگار بہت کرم کرنے والا ہے۔ جس نے قلم (تحریر) کے ذریعے (انسان کو) علم سکھایا، انسان کو وہ سب کچھ سکھایا جس سے وہ ناواقف تھا''۔

آنحضرت ﷺ نے ان آیات کو دہرایا اور وہ آپ ﷺ کو یاد ہوگئیں۔ پہلی وحی کے بعد آپ ﷺ پر کپکپاہٹ طاری تھی جسمِ مبارک شدتِ وحی سے کانپ رہا تھا۔ آپ ﷺ غارِ حرا سے نکلے اور اپنے گھر کی طرف چلے۔ گھر میں داخل ہوتے ہی حضرت خدیجہؓ سے فرمایا۔ ''مجھ پر چادر ڈال دو مجھے جان کا خوف ہے''۔ حضرت خدیجہؓ نے فوراً کپڑا اوڑھا دیا۔ جب آپ ﷺ کو کچھ سکون حاصل ہوا تو وفا شعار بیوی کو سارا واقعہ سنایا۔ واقعہ سن کر حضرت خدیجہؓ نے کہا۔ ''خدا کی قسم خدا آپ ﷺ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا کیونکہ آپ ﷺ صلہ رحمی کرتے ہیں، مہمانوں کی تواضع، بیچاروں کی چارہ گری فرماتے ہیں اور مفلسوں کی معاشی مدد کرتے ہیں اور حقداروں کی مدد کرتے ہوئے اسے اس کا حق دلاتے ہیں''۔

وفا شعار بیوی کی یہ باتیں سن کر آنحضرت ﷺ کو بے حد سکون ملا۔ اس کے بعد حضرت خدیجہؓ آپ ﷺ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ ورقہ بن نوفل عیسائی عالم تھے اور انجیل کی کتابت کیا کرتے تھے۔ حضرت خدیجہؓ نے انہیں پورا واقعہ سنایا۔ واقعہ سن کر ورقہ بن نوفل نے آپ ﷺ کے نبی ہونے کی تصدیق کی اور کہا۔

هٰذَا النَّامُوسُ الَّذِي كَانَ يَنزِلُ عَلٰى مُوسٰى

ترجمہ۔ ''یہ وہ فرشتہ (جبرائیل) ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحیِ الٰہی لے کر آیا کرتا تھا''۔

ورقہ بن نوفل نے کہا کہ ''کاش میں جوان ہوتا اور اس وقت تک زندہ رہتا جب قوم آپ کو نکال دے گی''۔

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا ''کیا قوم مجھے نکال دے گی؟'' ورقہ بولا ''ہاں! اس دنیا میں جس کسی نے ایسی تعلیم پیش کی' اس سے شروع میں عداوت ہی ہوتی رہی۔ کاش میں ہجرت تک زندہ رہوں اور حضور ﷺ کی نمایاں خدمت کروں''۔ اس کے بعد آپ ﷺ بدستور غارِ حرا میں تشریف لے جاتے رہے۔ کچھ عرصہ تک آپ ﷺ پر کوئی وحی نازل نہ ہوئی۔ اس عرصہ کو زمانہ فترۃ الوحی کہا جاتا ہے۔ اس عرصے میں آپ ﷺ بہت بے چین رہا کرتے تھے۔ آپ ﷺ اسی حالت میں تھے کہ ایک دن جبرائیل علیہ السلام کا ظہور اس طرح ہوا کہ آسمان و زمین کے مابین ایک کرسی پر جلوہ فرما تھے۔ اس سے رسول اللہ ﷺ پر ہیبت طاری ہوگئی۔ گھر آئے اور خدیجہؓ سے فرمایا ''دَثِّرُوْنِیْ ' دَثِّرُوْنِیْ'' یعنی مجھے کچھ اوڑھا دو۔ اور آپ ﷺ کپڑا لپیٹ کر لیٹ گئے لیکن اب اس مشن کو پھیلانے کا وقت آگیا تھا' جس کے لئے آپ ﷺ کو منتخب کرلیا گیا تھا۔ چنانچہ یہ آیات نازل ہوئیں۔

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُo قُمْ فَاَنْذِرْo وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْo
وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْo وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْo (سورۃ المدثر ۷۴:۱۔۵)

ترجمہ: ''اے چادر میں لپٹے ہوئے شخص! اٹھ اور لوگوں کو (عذابِ الٰہی) سے ڈرا اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر اور اپنے کپڑے صاف رکھ اور ناپاکی سے دور رہ''۔

یوں وحی کا سلسلہ جاری ہوگیا۔

مشق

1۔ ذیل میں دیئے گئے سوالات کے جوابات اپنی کاپیوں پر لکھیں۔

(i) آنحضرت ﷺ پر نازل ہونے والی پہلی وحی کے واقعہ کو اپنے الفاظ میں لکھیں۔

(ii) آنحضرت ﷺ پر نازل ہونے والی سورۃ علق کی آیات میں کیا کہا گیا ہے؟ آسان لفظوں میں مفہوم بیان کریں۔

(iii) حضرت خدیجہؓ نے وحی کا حال سن کر آپ ﷺ سے کیا کہا تھا؟ اپنے لفظوں میں بیان کریں۔

2۔ خالی جگہ مناسب الفاظ سے پُر کریں۔

(i) آنحضرت ﷺ کو عمر کے .... برس میں نبوت کے منصب پر فائز فرمایا گیا۔

(پینتالیسویں۔ چالیسویں۔ اڑتالیسویں)

(ii) پہلی وحی .... میں نازل ہوئی۔ (غارِ حرا۔ غارِ ثور۔ کوہ طور)

(iii) آپ ﷺ کو ماہ .... میں نبوت ملی۔ (شوال۔ محرم۔ رمضان)

(iv) وحی لانے والے فرشتے کا نام حضرت .... ہے۔ (میکائیل۔ جبرائیل۔ اسرافیل)

(v) سورۃ علق کو سورۃ .... بھی کہتے ہیں۔ (اعراف۔ انعام۔ اقراء)

(vi) ورقہ بن نوفل حضرت خدیجہؓ کے .... بھائی تھے۔ (خالہ زاد۔ ماموں زاد۔ چچازاد)

(vii) ورقہ بن نوفل ایک عیسائی .... تھے۔ (طبیب۔ عالم۔ راہب)

3۔ اشارہ ڈھونڈیے۔

(i) عیسائی عالم، کاتبِ انجیل، نابینا اور عمر رسیدہ

(ii) گوشۂ تنہائی۔ آنحضرت ﷺ کی پہلی عبادت گاہ۔ مکہ سے قریب

(iii) پانچ آیات۔ علم کی اہمیت۔ غارِ حرا

(iv) مجھے جان کا خوف ہے۔ جسم پر کپکپاہٹ۔ چادر اوڑھا دو

(v) حوصلہ بڑھایا۔ خدا آپ ﷺ کو رسوا نہیں کرے گا۔ ورقہ بن نوفل سے مشورہ

4۔ مختصر جواب تحریر کریں۔

(i) آنحضرت ﷺ غارِ حرا میں جا کر عبادت کیوں کیا کرتے تھے؟

(ii) حضرت جبرائیلؑ نے پہلی وحی کے موقع پر آنحضور ﷺ کو اپنی گرفت میں لے کر کیوں بھینچا تھا؟

(iii) پہلی نازل ہونے والی آیات میں کیا کہا گیا تھا؟ مقصد اور مفہوم بتائیں۔

(iv) وحی کے نزول کے بعد آنحضرت ﷺ پر کپکپاہٹ اور رقت کیوں طاری ہوگئی تھی؟

(v) حضرت خدیجہؓ آپ ﷺ کو وحی کے نزول کے بعد ورقہ بن نوفل کے پاس کیوں لے گئی تھیں؟